مولانا سیّد اسعد گیلانی

فلسفہ عشر

اسلام انسانی فطرت کو براہ راست اللہ کی بندگی پر قائم رکھنے کا ضابطۂ کار ہے اور انسانی فطرت کی داخلی کمزوریوں کو حکمت کے ساتھ درست کرنے اور خارجی اجتماعی مصالح کو توازن کے ساتھ عدل پر قائم کرنے والا نظام زندگی ہے۔

انسانی زندگی میں بہت سے عوامل میں مال کو بہت بڑا دخل ہے کہ وہ سامان زیست کی فراہمی اور نفس انسانی کی آسائش کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ اس لیے انسانی نفس کے دو بڑے فتنوں میں سے ایک فتنہ مال کو بھی قرار دا گیا ہے۔ فتنہ ایک کیفیت ہے جو انسان کو عدل و اعتدال سے ہٹا کر کسی خاص سمت میں جھکا دیتی ہے اور انسان اس کیفیت کے زیر اثر انصاف اور توازن سے ہٹ جاتا ہے۔ عدل اور توازن سے ہٹتے ہی انسان کا اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں بے شمار دوسرے حقداروں سے تصادم شروع ہو جاتا ہے اور اس تصادم کا بڑھ جانا ہی معاشرے کے مجموعی مزاج کو شر سے قریب اور خیر سے دور کر دیتا ہے۔

اسلام خارجی طور پر احکام وضوابط اور داخلی طور پر نفسانی کیفیات کی درستی کے ذریعے انسانی معاشرے کے توازن کو برقرار رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ مال کی منصفانہ تقسیم کی مختلف تدابیر ان کامیاب کوششوں میں سے ایک نہایت درجہ اہم کوشش ہے۔

مال کی غیر متوازن تقسیم سے انسانوں کی معاشرتی درجہ بندی کا توازن بگڑتا ہے مساوات کی جگہ طبقات وجود میں آتے ہیں۔ اخوت اور بھائی چارہ کی جگہ بغض وحسد پرورش پاتے ہیں اور معاشرہ اخوت اور تعاون سے ہٹ کر مصیبت اور استحصال کی زد میں آ جاتا ہے۔

☆ عبارۃ النص سے وہ حکم ثابت ہوتا ہے جس کے لئے کلام کو چلایا گیا اور اس کا قصد کیا گیا ہو ☆

اس کیفیت کے پیدا ہوتے ہیں معاشرتی جرائم میں غیر معمولی اضافہ ہو جاتا ہے۔

اسلام نے اس سلسلے میں جو تدابیر اصلاح اختیار کی ہیں ان میں مال کی تقسیم کو متوازن بنانے اور دل کی جلن کو کم کرنے کی تدابیر کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ عشر جو زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ کا نام ہے۔ انہیں تدبیروں میں سے ایک مؤثر تدبیر ہے۔ یعنی اللہ کی زمین میں سے جو کچھ کسی شخص کی محنت اور خرچ سے اُگتا ہے اس میں سے دسواں حصہ اُن لوگوں کے لیے نکالا جائے جو محروم اور حاجتمند ہیں۔ اور اپنی ضرورت کے مطابق مال یا سامانِ زیست نہیں رکھتے ہیں۔

اسلام نے اس امر کی محض سفارش نہیں کی ہے کہ اس تدبیر سے معاشرے میں جذبات انسانی کی اعتدال پر رکھا جاسکتا ہے بلکہ اس تدبیر کو دین اسلام کا ایک رکن قرار دے کر اسے دین و ایمان کا مسئلہ بنا دیا ہے جو بھی شخص اسلام کی اس نفسیاتی تدبیر کو کامیاب کرنے میں تعاون سے گریز کرتا ہے اس کی یہ کارروائی قابل دست اندازی پولیس ہے اور اسلامی ریاست اس معاملے میں خاموش تماشائی بن کر نہیں رہ سکتی ہے کہ افراد معاشرہ باہمی تقسیم مال میں جو معاملہ کرنا چاہیں کرتے رہیں بلکہ اسلام کا قانون فوجداری آگے بڑھ کر ایسے فرد کی سرکوبی کرتا ہے جو معاشرے میں توازن و اعتدال پیدا کرنے اور اخوت و ہمدردی کی فضا بنانے والی اس تدبیر کو سبوتاژ کرتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اجتماعی طور پر ایسی عدم تعاون کی تحریک کی باضابطہ فوجی کارروائی کے ذریعے سرکوبی کی تھی۔

عشر یعنی زمینی پیداوار کے ایک مقررہ دسویں حصے کے ذریعے ایک بات تو یہ نمایاں ہوتی ہے کہ زمین کا مالک درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جس شخص کے سپرد بطور امانت وہ زمین ہے جب وہ اپنی محنت سے اس میں سے کچھ اگائے اور ظاہر ہے کہ اس میں پیداوار کا ہونا بھی خدائی عوامل کے تعاون کا ہی نتیجہ ہوتا ہے تو پھر وہ شخص ''شکرانہ پیداوار'' کے طور پر مالک حقیقی...... کے حاجتمند اور محروم بندوں کا مقررہ حق یعنی عشر نکالے جو محروموں کے ہی کام آسکے۔ یہ ٹیکس عبادت بنا کر پیش کیا گیا ہے۔ اسلامی ریاست کے متعدد دوسرے ٹیکس بھی ہوں گے جو اس کی ترقیاتی تعمیری، تعلیمی، اقتصادی، سیاسی اور انتظامی ضروریات کو پورا کریں گے لیکن ان میں سے کوئی ٹیکس خدا کی عبادت کے طور پر آئین دین بنا کر مقرر نہیں ہوگا۔ اسلامی ریاست کے

ساتھ ہر قسم کا تعاون بلا شبہ عبادت ہی ہے لیکن عشر و زکوٰۃ محصول عبادت یا عبادتی محصول ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے ہے، بلا امتیاز اور بلارعایت ہے۔ ضابطے کے تحت جس پر عائد ہوگا اس کی ادائیگی کرنا اس کا فریضہ شہریت بھی ہوگا اور فریضہ بندگی بھی اس سے احتراز جرم قابل دست اندازی پولیس ہوگا اس لیے کہ یہ ٹیکس ان خدائی تدابیر میں سے ہے جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ انسانی اجتماعی معاشروں میں توازن و اعتدال برقرار رکھ کر شر کی قوتوں کو خیر کے مقابلے میں کمزور رکھتا ہے اور انسانوں کو باہمی محبت و ہمدردی اور اخوت و برابری کا سبق دیتا ہے۔

بقول شاہ ولی اللہؒ انسانی نفس میں بخل ایک دیرینہ فطری بیماری ہے جس کا ظہور معاشرتی بے انصافی اور بے مروتی کی صورت میں ہوتا ہے۔ جب نفس منہ زور ہوتا ہے اور اس کی تہذیب کی حاجت ہوتی ہے۔ جب بخل سے آلودہ ہو کر انسان کی صفت انسانیت مجروح ہوتی ہے اور صفت حیوانیت اس پر غلبہ پالیتی ہے اور اس کے سبب سے انسان کا اخلاق بہیمانہ اور ضرر رساں ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں معاشرے کی اجتماعی زندگی میں اس غیر مہذب اور آخرت کی زندگی میں عذاب کا مستحق ہو جاتا ہے ایسی حالت میں تہذیب نفس اور بخل کی بیماری سے شفاء کا واحد علاج عشر و زکوٰۃ کا اہتمام ہے۔ عشر و زکوٰۃ کا اہتمام انسان کے آسودۂ بخل اور مغلوب حیوانیت نفس کو آزاد کر کے خدا کی بندگی اور فرمانبرداری کے قابل بنا دیتا ہے۔ عشر و زکوٰۃ کے اہتمام سے انسان کے دل کی تنگی رفع ہوتی اور سخاوت و ہمدردی کی انسانی اور ملکوتی صفات پرورش پاتی ہیں۔ سخاوت سے انسان نافع، سرچشمہ خیر اور محبوب خلائق ہو جاتا ہے اور اپنے خالق کی صفتِ ربوبیت کا پرتو اپنے اندر پیدا کر کے اس سے اور زیادہ قریب ہو جاتا ہے۔

راہِ خدا میں خرچ کرنے کے عمل کو اللہ تعالیٰ نے نماز کے ساتھ ملا کر پیش کیا ہے گویا جس طرح نماز کے قیام کے ذریعے انسان دنیا کے بوجھل ماحول سے کٹ کر خالص حضوری قلب کے ساتھ اپنے مالک کے سامنے حاضر ہوتا ہے اور مالک کے سامنے حاضری کی کیفیت بندگی سے مستفید ہوتا ہے اس طرح عشر و زکوٰۃ ادا کر کے مال کی بندگی سے نکل کر خدا کی بندگی میں داخل ہوجاتا ہے اور اپنے عمل سے ثابت کرتا ہے کہ رزق کی آمد نہ اس کی اپنی مساعی اور ذہانت کا نتیجہ ہے اور نہ کسی دوسرے کی امداد و تعاون کے ذریعہ بلکہ رزق خالص اللہ مالک الملک کی طرف

☆لفظ ہبہ، تملیک اور بیع کے ساتھ نکاح منعقد ہو جاتا ہے☆

سے عطا کردہ ہے اور بندہ اس کے اعتراف کے طور پر اس کے دیئے ہوئے رزق میں سے اس کے حکم کے تحت اس کے بندوں میں تقسیم کرتا ہے اور یہ تقسیم اس ایمان پر گواہی دیتی ہے کہ وہ مالک اسے مزید دینے پر قادر ہے اور جس خزانے سے اسے پہلے ملا ہے اس خزانے سے یہ مال بہہ بہہ کر اس کی طرف آتا رہے گا اور وہ اعترافِ نعمت ربانی کے طور پر مالک کے حکم پر اس کے محروم بندوں میں ان کا حق تقسیم کرتا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کے خصوصی غیبی حکم پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنے حاضر مال میں سے حصہ نکالنے سے جہاں انسان کا آخرت پر یقین مستحکم ہوتا ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ اپنی کمال درجے کی رحمت سے اس کے گناہ معاف فرماتا اور اس کے مال اور کام میں برکات نازل فرماتا ہے۔

عشر و زکوٰۃ کی مقدار مقرر کر دینے میں بھی حکمت ربانی اور مصلحت عامہ کا بہت بڑا دخل ہے۔ اگر شرح مقدار مقرر نہ ہوتی تو دینے والے اپنے نفس کے فطری تقاضے کے تحت کم از کم دینے کی کوشش کرتے اور لینے والے اجتماعی اور معاشرتی ضروریات کے تحت زیادہ سے زیادہ لینے کی جدوجہد کرتے اور اس سے اجتماعی تصادم اور شر کے امکانات بڑھ جاتے اس لیے شارعؑ نے اس حکمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ ایک امر خیر موجب شر نہ بننے پائے ایک شرح مقرر کردی اور مقدار کے مقرر ہونے سے بے شمار مصالح کے تقاضے پورے ہوگئے۔ اس طرح مدت کا تعین بھی اس حکمت کا نتیجہ ہے۔ اگر مدت معین نہ ہوتی تو اس سے بھی یہ خیر کثیر متعدد قسم کے شرور سے بدل جاتا۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ کے نتیجے میں عشر زکوٰۃ کا فرض کیا جانا اور پھر ان کی شرح کا مقرر کیا جانا اور پھر ان کے لیے مدت کا تعین اور اس کے ساتھ اس حصے کے صرف کے بارے میں محروموں اور حاجتمندوں کا تعین ایک ایسا نظام حکمت ہے جس پر جس قدر بھی غور کیا جائے۔ انسان کا دل اس نظام کے ربانی اور الٰہی حکمتوں پر مبنی ہونے پر بے اختیار گواہی دینے لگتا ہے۔

قرآن نے زکوٰۃ ادا کرنے سے گریز کرنے والوں کے بارے میں کہا ہے کہ:

> ''جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور زکوٰۃ نہیں دیتے تو اس سے ان کی پیشانی پیٹھ اور پہلوؤں کو داغ لگائے جائیں گے۔''

یہ داغ لگانے کا حکم اس مصلحت کی بناء پر ہے کہ اُس کے بخل کے فعل نے دنیا میں

بے شمار دلوں کو داغدار کیا۔ بغض وحسد کے جذبات پیدا ہوئے۔ فتنہ وفساد برپا ہوا۔ معاشرے میں عدم توازن ہوا۔ محروم اور حاجتمند اپنے جائز حق سے محروم رہے اور بخیل سرمایہ دار اپنے مادی سرمائے کی حفاظت میں انسانی عزتِ نفس اور انسانی جان کو خطرے میں ڈال کر اپنے مال کی حفاظت میں لگا رہا۔

عشر وزکوٰۃ انسانی اجتماعیت میں توازن کی تدابیر میں سے ایک ربانی تدبیر ہے اور یہ تدبیر ربانی دین میں ملحوظ رکھی گئی ہے۔ تمام آسمانی کتابوں نے غرباء کے لیے عشر وزکوٰۃ کو لازم رکھا۔ اسی لیے بخیل دولت مند کو اللہ کے عتاب سے ڈراتے ہوئے حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا تھا کہ:

> ''اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گزرنا آسان ہے لیکن دولت مند کا خدا کی بادشاہت میں داخل ہونا مشکل ہے۔''

اس لیے کہ خدا کی بادشاہت کا دروازہ سخاوت اور بندگانِ خدا کی مدد سے کھلتا ہے جو شخص خدا کی دی ہوئی دولت میں سے اس کے بندوں پر صرف کرنے سے گریز کرتا ہے۔ وہ خدا کی بستی میں داخل ہونے کے حق سے محروم ہو جاتا ہے۔

تجلیاتِ سیرت
مجموعہ مقالات
☆☆☆
پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد
شائع کردہ: مقصود پبلشرز سرور مارکیٹ اردو بازار لاہور

☆خفی وہ ہے جس کی مراد کسی عارضہ کی وجہ سے چھپی ہوئی ہو صیغہ کی وجہ سے نہیں☆